سلسلہ اشاعت ادارہ تعلیمات الٰہیہ

النبی ؐ

علامہ سید محمد ہارون زنگیپوری

ناشر ناظم ادارہ تعلیمات الٰہیہ ۳/۲۱ ڈرگ کالونی
کراچی

۳ر

(ایجوکیشنل پریس کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد من بعث لھدا ایتنا رسولاً کریماً، وشرع لنا دیناً قویماً، واصلی علی من اعطاہ عزماً صمیماً، وخلقاً عظیماً، واسلم علی عترتہ الطیبۃ تسلیماً تسلیماً،

امابعد چونکہ اس زمانے میں اکثر مخالفین اسلام جناب سرور کائنات کے متعلق بیجا گفتگو کرتے اور نافہمیدہ اعتراضات پر تلے رہتے ہیں۔ لہذا بضرورت رفع اشتباہ و اثبات حقیقت رسالت پناہ یہ رسالہ حیز تحریر میں آیا ممکن ہے کہ اس سے ناظرین فائدہ اٹھائیں اور وہ لوگ جو معترض ہیں اُن پر حق الامر منجلی ہو جائے اور آئندہ اپنے بیجا اعتراضات سے دست بردار ہوں وما توفیقی الا باللہ۔

وانا العبد الاثم محمد ہارون غفرلہ

نبی آخر الزمان اور اُن کی حقیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال اللہ تعالیٰ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔

دُنیا بھی ایک عجیب تماشا گاہ ہے کہ جس طرف نظر اُٹھایئے نئی سے نئی چیزیں دکھائی دیں گی۔ جس طرف کانوں کو متوجہ کیجئے تازہ بتازہ ہی باتیں سُنائی دیں گی۔ فریفتگی طبیعت انسانیہ کا خاصہ ہے۔ اول نظر میں جو بات اُسے دکھائی دیتی ہے۔ فوراً اس پر فریفتہ ہو کر اختیار کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور کچھ غور نہیں کرتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا اور یہ اونٹ کس کل بیٹھے گا۔ کل جدید لذیذ پر اس کا عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں آدمی ہرنا ہق کے تبع ہو جاتے ہیں۔ اور لیطیروں مع کل ریح کے مصداق جدھر آواز سُنائی دی اُسی طرف دوڑ پڑے۔ جدھر کی ہوا چلی اُسی طرف بھاگتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اور بالکل بھی اپنے سر پیر کا خیال نہیں کہ کیا ہوگا اور ہم پر کیا آفت اس سے نازل ہوگی۔ جس کا نتیجہ دنیا میں آج ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ جتنے منہ اتنی ہی زبانیں اور جتنی زبانیں اُتنی ہی باتیں۔ جہاں دس آدمی جمع ہیں ایک نیا مذہب اُن کے درمیان دیکھ لیجئے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ جہاں اور چیزوں کی ترقی ہوئی وہاں مذہب نے بھی اس قدر

ترقی کی کہ سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد بہم پہونچ گئی۔ پہلے ایک مذہب کسی نے ایجاد کیا چند دنوں بعد اس پر اضافے ہونے لگے اور اُس میں شاخیں نکلنے لگیں یہاں تک کہ اُس ایک سے دس بلکہ بیس بلکہ اس سے زیادہ بھی مذاہب نکل آئے اور اہل دُنیا ہیں کہ بالکل ہی اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ آیا وہ راہ جسے ہم نے اختیار کیا ہے سیدھی بھی ہے یا نہیں۔ حالانکہ یہ امر مسلمات بدیہیہ سے ہے کہ دُنیا میں صرف ایک ہی مذہب صحیح ہوگا اور باقی سب غلط۔ اس لئے کہ خدا ایک ہے اس کا دین و مذہب بھی ایک ہی ہوگا۔ پھر آج جو دُنیا میں اس قدر کثیر مذاہب دکھائی دیتے ہیں کہ کوئی آریہ ہے کوئی برھمو سماج کوئی مسلمان ہے۔ کوئی نصرانی کوئی یہودی کوئی مجوسی۔ کوئی شیعہ ہے کوئی سُنی۔ کوئی اصولی ہے کوئی اخباری۔ کوئی حنفی ہے کوئی اہل حدیث کیونکر سب کے سب ایک دم صحیح ہوسکتے ہیں۔ درانحالیکہ سب کے اصول ایک دوسرے کے مخالف۔ ہر ایک کے قوانین دوسرے سے جدا۔ ہر ایک کے فروع مذہب دوسرے سے نرالے اور متضاد اور جب حکمت نظریہ میں یہ بات مسلم ہوچکی ہے کہ کبھی دو متضاد چیزیں ایک وقت میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ تو بیسیوں متخالف۔ متضاد مذہب ایک وقت میں کیوں کر صحیح ہوسکتے ہیں۔ اس لئے مجبور ہوکر ماننا پڑتا ہے کہ دنیا میں صرف ایک ہی مذہب برحق ہوسکتا ہے۔ اور باقی اُس کے علاوہ جتنے ہیں وہ سب غلط۔

لیکن اس وقت میں سب سے بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ہر شخص یہا

کہتا ہے کہ وہ صحیح مذہب تو میرا ہی ہے۔ میرے علاوہ سب مذاہب باطل ہیں جس سے پوچھیے یہی جواب دے گا۔ اور ظاہر بھی ہے کہ اُسے یہی جواب دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ اگر وہ اپنے مذہب کو حق اور صحیح نہ سمجھتا تو آج تک اُس پر قائم ہی کیوں رہتا۔

مگر واقعی بات یہ ہے کہ یہ جواب انصاف کے بالکل خلاف ہے مقتضائے انصاف یہ ہے کہ پہلے اس بات کو جانچا جائے کہ معیار صحت کس میں پایا جاتا ہے۔ اور کون سا مذہب اپنے اصول و فروع کی راہ سے مستحکم تر و قوی ہے۔ اُس کے بعد اُس کی صحت اور دوسرے کی غلطی کا فیصلہ دیا جائے۔

یہ بات کچھ آسان نہیں ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ پر جانچ کر سکے اس لئے کہ اس کے واسطے بہت بڑے علم کی ضرورت ہے تاکہ پہلے وہ تمام مذاہب کے حالات و جزئیات کو دریافت کرے اُس کے بعد اصول و فروع کو ہر ایک کے دوسرے سے مقابلہ کرے اور بعد مقابلہ کے جو معیار صحت کے مطابق ہو اُسے صحیح سمجھے۔ باقی کو غلط و باطل قرار دے۔

میں یہ بات کہے بغیر اس وقت ہرگز نہیں رہ سکتا کہ جس قدر یہ مرحلہ دشوار گزار ہے یعنی تمام مذاہب دنیا کے اصول و فروع کی جانچ کرنا اور پھر اُن کے درمیان سے صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کر کے فیصلہ دینا اُسی قدر ضروری بھی ہے اس واسطے کہ ہر شخص کو خدا کے پاس جانا ہے اور بالضرور پرسش ہو گی کہ تم نے دنیا میں کون سی راہ اختیار کی تھی اور مذہب کی حیثیت سے کون کون سے اصول و فروع پر عامل تھے اور

جب ایسا ہے تو ہر شخص کا فرض ہے اگرچہ کتنا ہی دشوار ہو کہ وہ اسے جانچے ورنہ عذاب خدا اور سزائے دائمی کے لئے تیار ہو جائے مگر یہ بھی سمجھ رکھے کہ جب دُنیا کی معمولی سی معمولی ایذا بھی برداشت کرنا دشوار ہو جاتا ہے تو آخرت کی سخت سے سخت سزا اور شدید سے شدید عذاب الٰہی کیونکر برداشت ہو سکے گا۔

اس بات کے لئے ایک آسان ترکیب جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کی جائے۔ ایک تو یہ کہ سب سے پہلے اصل جو انسان کے دماغ و عقل میں آسکتی ہے صرف اُسی کو لے اور ہر ایک مذہب میں اُس کو دیکھے کہ اس اصل کی بابت اُن کا کیا خیال ہے جس ملت و مذہب میں اُس کو مطابق عقل پائے اُسے تسلیم کرے اور صحیح سمجھے اور جس میں اُس کو مخالف عقل دیکھے اُس کو غلط جانے۔

وہ اصل کیا ہے؟ وہ توحید ہے۔ سب سے پہلا مرحلہ جو آدمی کو کسی مذہب کے اختیار کرنے میں پیش آسکتا ہے۔ وہ یہی ہے لہذا اسی کی سب سے پہلے جانچ کرے کہ کس مذہب میں اس مسئلہ کو معقول طور پر بیا کیا ہے اور کس نے نامعقول حیثیت سے اسے اختیار کیا ہے۔ فوراً فیصلہ ہو سکے گا اس لئے کہ جس کا پہلا قدم غلط اُٹھے گا اُس کے تمام قدم غلط ہی اُٹھتے چلے جائیں گے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج　　تا ثریا مے رود دیوار کج!

میں اس وقت بالکل اس مسئلہ سے بحث کرنا نہیں چاہتا کہ کس

مذہب کی توحید عقل کے مطابق ہے اور کس کی نہیں۔ کیوں کہ میں اس وقت ایک دوسرے میدان کی سیر کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن خود ناظرین کی عقلوں پر اسے حوالہ کرتا ہوں کہ بھائیو یہ مذہب کا معاملہ ہے کوئی اور چیز نہیں ہے پہلے جانچو توحید کو کہ کس مذہب میں اس کو مطابق عقل بیان کیا گیا ہے اور کس میں مخالف اُس کے بعد تم خود ہی فیصلہ کر سکو گے۔

دوسری بات جس سے مذہب کی سچائی کی جانچ ہو سکتی ہے وہ اُس مذہب کے بانی کی حالت اور کیفیت کی جانچ کرنی ہے۔ کہ دیکھا جائے۔ اس مذہب کا بانی کیسا تھا۔ اُس کی رفتار اپنے مذہب کے چلانے میں کیسی تھی۔ اُس کا طرز عمل کیسا تھا۔ اُس کی معاشرت کیسی تھی۔ اس کی روحانیت کس پایہ کی تھی اس کے اخلاق کیسے تھے اس کا علم کیسا تھا۔ وہ لوگوں کو کس رستہ پر لے جانا چاہتا تھا۔ خود غرض تو نہیں تھا۔ نفس پرست تو نہیں تھا۔ اگر ان امور کی جانچ میں وہ بانی مذہب پورا اُترے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ جو مذہب اُس نے اختیار کیا تھا اور جس کے مطابق وہ دُنیا کو لے چلنا چاہتا ہے بالکل صحیح درست ہے اور اگر اُس کے مخالف نظر آئے تو یقین کر لینا چاہیئے کہ مذہب اُس کا محض دھوکا اور فریب تھا۔ وہ شخص محض خود غرض تھا اور اہل دُنیا کو فریب دینا چاہتا تھا۔

میں اس موقع پر اور تو نہیں صرف بانی مذہب اسلام کے حالات زندگی پر ایک مختصر نظر ڈالنا چاہتا ہوں اور ناظرین سے ملتمس ہوں کہ اپنا تھوڑا سا قیمتی وقت اس پر نظر کرنے میں توجہ کے ساتھ صرف کریں تا کہ معلوم

ہو سکے کہ وہ مذہب جسے اُس نے جاری کیا کیسا ہے اور کہاں تک قابل العمل اور واجب الاختیار ہے۔

بانی اسلام یعنی جناب سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مفصل لائف تو اُن بڑی بڑی کتابوں سے معلوم ہوگی جو اس بارے میں لکھی گئی ہیں۔ جیسے سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ حلبیہ۔ سیرۃ ابن دحلان۔ شفائے قاضی عیاض وغیرہ۔ مگر میں یہاں بہت مختصر طور پر حضرت کے چند کمالات پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ موقع زیادہ تفصیل و تطویل کا نہیں ہے۔

تفصیل حالات آنحضرتؐ

سب سے پہلی اور بڑی بات جس سے کسی کی سچائی اور اُس کا بے لوث ہونا ثابت ہو سکتا ہے یہ ہے کہ جس امر کا وہ دعوےٰ کرے اُس کی تصدیق کے واسطے مافوق طاقت بشریہ کوئی چیز دکھلائے۔ جس کے بعد یقین ہو جائے کہ یہ انسان اپنی انسانی طاقت سے یہ کام نہیں کرتا بلکہ خدائے تعالیٰ کا ہاتھ اس کے ساتھ شریک ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ کبھی کسی جھوٹے آدمی کی مدد اُس کے جھوٹ میں نہیں کر سکتا لہٰذا وہ شخص یقیناً سچا ہے۔ اب جس قدر بھی اُس کی زبان سے باتیں سُنی جائیں گی وہ سب سچی ہی ہوں گی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بانیٔ اسلام نے اس قدر مافوق طاقت بشریہ امور ظاہر کئے جن کی تعداد بھی اس وقت محالات سے ہے پس جبکہ ایک یا دو ایسے امر اُس کی سچائی کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں تو ہزار ہا ایسے امور کیونکر کافی نہونگے۔

۱۔ مثلاً ہر انسان جبکہ دھوپ میں چلتا ہے اُس کے جسم کا سایہ ممکن نہیں کہ زمین پہ نہ پڑے مگر حضرت میں بالکل مافوق العادۃ یہ صفت تھی کہ ابتدائے عمر سے آخر عمر تک کبھی آپ کے جسم کا سایہ زمین پر نہیں پڑا۔ یہ عجیب غریب بات اولین و آخرین میں سے کسی میں نہیں پائی گئی۔ جو قطعاً اس امر کی دلیل ہے کہ آپ انسان تو تھے مگر عام انسانوں سے بالکل الگ اور جب ایسا ہے تو ضرور نبی ہوں گے کیوں کہ مافوق العادۃ امر کا ظاہر ہونا نبی ہونے کے واسطے ضروری ہے۔

یہ وہ بات ہے جسے ہر شخص آپ سے ہر وقت میں مشاہدہ کرتا تھا اور جس کی بدولت ہزاروں آدمی مسلمان ہو گئے اور جو لوگ اسے دیکھ کر مسلمان نہ ہوئے اُن کا خیال تھا کہ یہ آپ کا سحر ہے (معاذ اللہ) حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے اس لئے کہ سحر تو آدمی اُس وقت کر سکتا ہے جب بڑا اور ہوشیار ہو جائے سال دو سال کے سن میں کیونکر سحر کر سکتا ہے۔ حالانکہ آپ میں بچپنے ہی سے یہ صفت موجود تھی۔

۲۔ جس راہ سے آپ کا گزر ہوتا تھا وہ روز تک آپ کے جسم کی خوشبو اُسی راہ میں قائم رہتی تھی۔ اور جو کوئی اُدھر سے گزرتا تھا معلوم کر لیتا تھا کہ آنحضرت اس طرف سے ہو کر گزر رہے ہیں۔ یہ بھی وہ بات ہے جو کسی سے مخفی نہ تھی بلکہ ہر کافر و مسلم نے اس کا مشاہدہ کیا اور یہ صفت بھی ہزاروں آدمیوں کے مسلمان ہو جانے کا باعث ہوئی۔

۳۔ آپ کے آب دہن میں یہ خاصیت تھی کہ جب کسی بیمار پر مل دیتے

وہ شفایاب ہوجاتا۔ یا اگر خشک کوئیں میں ڈال دیتے تو اُس میں پانی جوش مارنے لگتا۔ چنانچہ اسی کے مقابلہ میں جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور چاہا کہ اُس کا فروغ مثل آنحضرت کے ہو تو اکثر لوگ اپنے بچوں کو اُس کے پاس لاتے کہ اُن کے سروں پر ہاتھ پھیر دے تاکہ برکت ہو۔ لیکن وہ جس کے سر پر ہاتھ پھیرتا۔ اُس کے سر کے تمام بال گر جاتے اور وہ گنجا ہوجاتا۔ یا اگر کوئی خواہش کرے کہ ہمارے کوئیں میں پانی کم ہوگیا ہے۔ اس میں آب دہن ڈال دے کہ زیادہ ہوجائے تو بالکل خشک ہوجاتا تھا۔ جب لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ کیسا اُلٹا معجزہ ہے۔ کہ آدمی بجائے صحت کے بیمار ہوجائے اور بجائے پانی اُبلنے کے اور بھی خشک ہوجائے تو وہ جواب دیتا تھا کہ معجزہ وہی تو ہے کہ جو مافوق طاقت و عادت ہو۔ اگر آنحضرت کے آب دہن ڈالنے کی وجہ سے پانی بڑھ جاتا ہے تو میرے آب دہن ڈالنے سے گھٹ جاتا ہے۔ اور اگر ان کی وجہ سے کوئی صحت پاتا ہے تو میری وجہ سے بیمار ہوجاتا ہے۔

لیکن اُس کا جواب بالکل لغو و ناکافی ہے۔ اس وجہ سے کہ آنحضرت کا یہ فعل اس لئے معجزہ تھا کہ آپ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی ظاہر ہوتا تھا۔ اور وہ جیسا چاہتا تھا اُس کے برخلاف ظاہر ہوتا تھا لہذا وہ جھوٹا تھا اور آپ سچے۔ وہ فرضی نبی تھا اور آپ تحقیقی رسول۔

۱۲ ہر شے کو جس طرح آپ سامنے سے ملاحظہ فرماتے تھے اُسی طرح پر پشت سے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔ اگر کوئی شخص مخالف آپ کا پس پشت سے آتا ہوتا تو فوراً آپ کو معلوم ہوجاتا تھا۔

۵ جس طرح بیداری کی حالت میں آپ سنتے تھے اُسی طرح سونے کی حالت میں بھی باتیں سنتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دریافت کرتا تو بتا دیتے تھے کہ تم لوگوں نے فلاں فلاں باتیں کیں۔

۶ اگر آپ سخت زمین پر چلتے تو قدم کا نشان پڑجاتا اور پتھر پر پورا قدم اُٹھ آتا تھا اور اگر نرم زمین پر چلتے تھے تو بالکل نشان نہ پڑتا تھا۔

۷ تھے تو اُمی مگر جو شخص جس ملک کا آتا آپ اُسی کی زبان میں گفتگو کرتے۔ اکثر ایرانی سفرا آپ کے دربار میں آئے اور آپ سے بذاتِ خود ہمکلام ہوئے آپ نے انھیں کی زبان میں اُن سے باتیں کیں۔ اکثر اہلِ افریقہ وچین آپ کے پاس آئے۔ اور کلام کیا تو اُن ہی کی زبان ولہجہ میں آپ نے انھیں جواب دیا۔ اہل روم کو رومی زبان میں اور اہل ہند کو ہندی لہجہ میں جواب دئے۔ یہاں تک کہ اکثر لوگوں نے شمار کیا ہے تو آپ کو اپنی تمام عمر میں بہتر یا ستر زبانوں میں گفتگو کرنے کا موقع آیا۔ جو کافی دلیل آپ کی نبوت کی ہے۔

۸ یہ کہ آپ کی ولادت ناف بریدہ اور ختنہ شدہ ہوئی اور تمام عمر میں کبھی آپ محتلم نہ ہوئے۔

۹ جب کبھی آپ کسی مجمع کے ساتھ چلتے تمام اہلِ مجمع سے خواہ اُن میں کوئی کتنا ہی بلند قامت ہوتا مگر آپ کا قد مبارک اُس سے بڑھا رہتا تھا اور بقدر سر و گردن کے آپ تمام مجمع سے اونچے دکھائی دیتے تھے۔

علاوہ اس کے اور بھی ہزاروں خوارق عادات ہیں جن کا احصار اس

وقت دشوار ہے مثلاً حیوانات کا آپ سے ہم کلام ہونا اور اُن کو اُن ہی کی زبان میں جواب دینا۔ بلکہ اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ حیوان خود انسانوں ہی کیطرح گفتگو کرنے لگا ہے۔ جیسا کہ سوسمار اور اعرابی والی حکایت سے ثابت ہوتا ہے۔

یا مثلاً چاند کو دو ٹکڑے کر دینا جس کا مشاہدہ ہزاروں ہی آدمیوں نے کیا۔ یا درخت سے آواز کا پیدا کر دینا۔ یا کنکریوں کا آپ کے دست مبارک میں آکر تسبیح کرنا۔ یا لوگوں کے مخفی حالات سے علم غیب کی رو سے خبر دینا یا آئندہ واقعات کی پیشین گوئی کرنا اور اُس کا بالکل آپ کے بیان کے مطابق واقع ہونا۔ وغیرہ وغیرہ جو بیشمار و بیحد ہیں۔ اور ہر ایک بجائے خود آپ کی نبوت کے اثبات کے لیئے کافی و وافی ہے۔

دوسری بات جس سے آپ کی سچائی کا پورا پتہ ملتا ہے۔ وہ گزشتہ کتابوں میں مثل توریت و انجیل اور دیگر صحف انبیاء کے جو آپ کے عہد سے سیکڑوں بلکہ ہزاروں برس پہلے لکھی جا چکی تھیں آپ کا ذکر خیر ہونا اور آپ کی آمد کی بشارت کا اُن میں مندرج ہونا۔

مثلاً ۱۔ توریت سفر استثناء۔ باب ۳۳ آیت ۲ میں مندرج ہے

اور کہا خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں آتشین شریعت اُن کے لیئے تھی۔

اس آیت میں تین نبیوں کی بشارت ہے ایک جناب موسیٰ کی جو کوہ سینا

سے مبعوث ہوئے۔ دوسرے جناب عیسیٰ کی جو شعیر یعنی بیت لحم سے مبعوث ہوئے۔ تیسرے جناب محمد مصطفیٰ کی جو کوہ فاران یعنی کوہ حرا سے مبعوث ہوئے۔ ظاہر ہے کہ فاران کے پہاڑ سے کوئی نبی سوائے آنحضرتؐ کے مبعوث نہیں ہوا۔ اور کوہ فاران وہی ہے جو مکہ کا پہاڑ ہے جسے کوہ حرا بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ توریت کے سفر اول باب ۲۱ آیت ۲۰ - ۲۱ میں مذکور ہے۔

۲۔ کتاب حیقوق نبی کے باب ۳ - آیت ۳ میں مذکور ہے۔

خدا تیمان سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔

ظاہر ہے کہ جو قدوس کوہ فاران سے آیا اور جس کو آسمان تک معراج ہوئی اور جس کی تعریف و ثنا تمام روئے زمین پر ہو رہی ہے وہ صرف جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ ہیں۔ جہاں دیکھو ان ہی کا چرچا جہاں سنو ان ہی کا ذکر خیر۔ جہاں جاؤ ان ہی کے فضائل کا بیان ہو رہا ہے۔ خواہ ہندوستان ہو یا ایران۔ عرب ہو یا یورپ۔ یہ شرف کسی نبی اور کسی ولی اور کسی بانی مذہب کے لئے حاصل نہیں ہوا کہ اس کا ذکر خیر اس طرح عالم اور اہل عالم کی زبان پر شب و روز جاری ہو۔

۳۔ توراۃ سفر استثنا باب ۸ آیت ۱۸ میں مذکور ہے۔

میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منھ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا

یہ کلام جناب موسیٰؑ سے ہے اور وہ نبی اسرائیل میں سے تھے۔ پس اگر

اس آیت سے کوئی نبی بنی اسرائیل ہی سے مراد ہوتے تو یوں کہا جاتا کہ اُن میں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا۔ لیکن یہ نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ اُن کے بھائیوں میں سے، اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اس آیت میں اُس نبی کا ذکر ہے جو بنی اسمٰعیل سے ہوگا۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ بعد جناب موسیٰ مثل ان کا کوئی نبی سوائے آنحضرت کے مبعوث نہیں ہوا جو صاحب کتاب۔ صاحب شریعت۔ اور صاحب قوت و شوکت اور صاحب سیف و سلطنت ہو پس اس بشارت کے مصداق بھی جناب سرور کائنات محمد مصطفٰےؐ ہی ہو سکتے ہیں نہ کوئی اور۔

۳؎ توراۃ سفر اول باب (۴۹) آیت (۱۰) یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اُن کے پاؤں کے نیچے سے جاتا رہے گا جب تک کہ شیلاہ نہ آئے اور قومیں اُس کے پاس اکٹھی ہوں گی۔

معلوم ہے کہ آنحضرتؐ کے وقت سے پہلے سلطنت یہودیوں میں قائم رہی۔ مگر حضرت کی تشریف آوری کے بعد اُن سے سلطنت نکل گئی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ شیلاہ جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ صرف آنحضرتؐ ہیں جن کی بعثت کے بعد سے سلطنت کا بیڑا آپ کی اُمت میں آگیا۔

نیز اس بشارت میں یہ.. مذکور ہے کہ اور قومیں اسکے پاس اکٹھی ہوں گی یہ صفت جناب موسیٰ کے بعد کسی نبی میں نہیں پائی گئی کہ قومیں دنیا کی اس کے پاس اکٹھی ہوئی ہوں۔ سوائے آنحضرتؐ کے کہ آپ کے پاس ایران کی قومیں بھی آئیں۔ ہند کے لوگ بھی پہونچے۔ یہود بھی اکٹھے ہوئے اور نصاریٰ بھی۔

اور صرف اکٹھے ہی نہیں ہوئے بلکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی حضرت پر ایمان لائے اور آج تو تقریباً اٹھارہ کروڑ نفوس ہیں جو آنحضرت کی سچائی اور آپ کے برحق نبی ہونے کا دم بھرتے ہیں۔

۵۔ انجیل یوحنا باب اول آیت ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لیوی یہ پوچھنے کو اُس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے۔ تو اُس نے اقرار کیا انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں انھوں نے اس سے پوچھا پھر اور کون ہے۔ کیا تو ایلیاہ ہے اُس نے کہا نہیں۔ کہا تو وہ نبی ہے اُس نے جواب دیا نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے علماء تین شخصوں کے منتظر تھے ایک مسیح۔ دوسرے ایلیاہ۔ تیسرے وہ نبی جس کو انھوں نے جناب یحییٰ سے دریافت کیا تو جناب یحییٰ نے خود فرمایا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ پھر لوگوں نے کہا تو ایلیاہ ہے؟ کہا نہیں۔ کہا وہ نبی ہے؟ فرمایا کہ میں وہ نبی بھی نہیں ہوں معلوم ہے کہ جناب یحییٰ کے زمانے میں حضرت عیسیٰ مبعوث برسالت ہوئے۔ اور اُن کے بعد پھر کوئی شخص مدعی نبوت نہ پیدا ہوا سوائے آنحضرت کے اور اپنے افعال و اقوال سے ظاہر و واضح فرما دیا کہ میں نبی ہوں۔ پس یقیناً "وہ نبی" سے مراد آپ ہی کی ذات مقدس ہے۔

اس مقام پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ تم نے "وہ نبی" سے کیوں کر سمجھا کہ آنحضرت ہی مراد ہیں۔ حالانکہ اس لفظ سے آپ کا نام بالخصوص نہیں ظاہر ہوتا۔ تو ہم جواب دیں گے۔ کہ جناب موسیٰ کی کتاب میں یعنی توریت

کی کتاب استثنا میں ایک نبی کے کوہ فاران سے جو مکہ میں واقع ہے مبعوث ہونے کی بشارت موجود تھی اور تمام علمائے یہود کو اس امر کا یقین تھا کہ کوہ حرا سے ضرور ایک نبی مبعوث ہوگا تو اسی کو دریافت کیا کہ آیا تم وہ نبی ہو یعنی وہی نبی جس کا ذکر سفر استثنا میں ہے۔ جس کا جواب آپ نے انکار میں دیا۔ اور معلوم ہے کہ کوہ حرا سے مبعوث ہونے والا اور مدعی نبوت ہونیوالا سوائے آنحضرت کے کوئی نہیں گزرا۔

۶۔ مکاشفات یوحنا باب دوم آیات ۲۷ - ۲۸ - اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا جس طرح کہ کمہار کے برتن چکنا چور ہو جاتے ہیں چنانچہ میں نے بھی ایسا ہی اختیار اپنے باپ سے پایا ہے اور میں اُسے صبح کا ستارہ دوں گا۔

یہ پیشینگوئی بھی۔ سوائے آنحضرت کے اور کسی پر منطبق نہیں ہوتی اس لئے کہ تلوار سے حکومت کرنے والا نبی کوئی بھی بعد جناب موسیٰؑ کے نہیں گزرا سوائے آنحضرت کے نیز صبح کا ستارہ جس کی خبر قرآن میں ہے کہ والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی کسی نبی یا ولی کے لئے نہیں اُترا سوائے جناب سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ چنانچہ محدث جلیل ابن مغازلی شافعی نے اپنی کتاب المناقب میں درج فرمایا ہے اور نیز دیگر مفسرین و مورخین و محدثین نے۔۔ لکھا ہے کہ ایک روز صبح صادق کے وقت آسمان سے ستارہ ٹوٹا اور قریب آنحضرت کے چچازاد پیارے بھائی علی بن ابیطالب علیہ السلام کے دولتسرا کی چھت پر پہونچا جس سے اس دعوے

کی پوری تصدیق ہوئی جو آنحضرت نے اس سے قبل فرمایا تھا۔

۷۔ انجیل یوحنا باب (۱۴) آیت ۲۵ - ۲۶ -

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن فارقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمھیں یاد دلائے گا۔"

اس آیت میں فارقلیط سے مراد آنحضرت ہیں۔ کیوں کہ بعد جناب عیسیٰ کے کوئی ایسا مدعی نبوت نہیں آیا جس نے تمام باتیں جنہیں جناب عیسیٰ ویحییٰ و دیگر انبیاء نے اپنی امتوں کو سکھایا تھا۔ تصدیق کی ہو اور یاد دلایا ہو۔ البتہ آنحضرت نے تمام کتب سابقہ کی تصدیق کی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر روشنی ڈالی۔ سب کی ہدایتوں کو دوبارہ ظاہر کرکے اہل عالم کو راہ راست دکھلائی۔

علاوہ اس کے فارقلیط کا لفظ پریکلوس کا بگڑا ہوا ہے جس کے معنی تعریف کئے ہوئے کے ہیں اور معلوم ہے کہ محمدؐ کے معنی بھی یہی ہیں۔ "تعریف کیا ہوا" جسے ترجمہ کرنے والوں نے اپنی زبان میں ترجمہ کرلیا۔ اور عرب کے یہود و نصاریٰ نے اس کو معرب کرکے فارقلیط کرلیا۔

تیسری بات جس سے کسی کی صداقت اور سچے نبی ہونے کا ثبوت ہوسکتا ہے۔ اُس کے اعمال و افعال۔ اور اُس کی روحانیت ہے کہ اگر انسان کے تمام افعال و اقوال سچائی اور نیک نیتی اور بے لوثی اور بے غرضی پر مشتمل ہوں تو ضرور وہ اپنے بیانات میں بھی سچا ہوگا۔ کیوں کہ جھوٹ بولنے کی غرض

صرف انتفاع ہی ہو سکتی ہے لیکن جس کو اپنے نفع سے کچھ مطلب نہ ہو وہ جھوٹ بول کر کیا کرے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس معیار پر بھی جناب سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے پورے اترتے ہیں جس کے مثل کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔

مثل اس کے کہ اوقات شبانہ روزی حضرت کے سوائے یاد الٰہی کے اور کسی کام میں صرف نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ عبادت کی کثرت سے آپ کے پاؤں پر ورم بھی ہو گیا۔ باوجود اس کے بھی تنہائی کے اوقات میں جو نصف شب اور آخر شب کا وقت ہوتا تھا آپ نماز اور اوراد ہی میں مشغول رہتے تھے۔

دن کے اوقات میں بھی ذکر الٰہی۔ تسبیح و تقدیس پروردگار عالم تمجید و تحمید خدائے تعالےٰ آپ کا شعار تھا۔

قبل نبوت اکثر آپ کا شعار خاموشی تھا بلکہ بیشتر کوہ حرا میں میں جا کر تنہا بیٹھے رہتے اور صنعت و حکمت و قدرت میں خدائے تعالےٰ کی غور کیا کرتے تھے۔

پس ایسا شخص جس کی ہمہ تن زندگی سوائے یاد الٰہی اور ذکر خالق کے کسی کام میں صرف نہ ہو اس سے کس طرح یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ کبھی جھوٹ بولے گا اور یہ بات تو عام اہل ملک بھی آپ کے مانتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کو صدوق امین کا خطاب دے رکھا تھا۔ اور اُن کو یقین تھا کہ حضرت کبھی خیانت نہ کریں گے اور نہ کبھی جھوٹ بولیں گے۔

یا مثلاً حالات زندگی پر بھی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز آپ پر دیودریا کا اثر نہ تھا۔ لباس جسم آپ کا ہمیشہ کہنہ اور بوسیدہ ہوا کرتا تھا۔ کبھی اس کا خیال نہ کیا کہ اچھے کپڑے زیب تن کریں۔ مشہور ہے کہ ایکمرتبہ کسی نے بارہ درہم بطریق نذر حضرت کی خدمت میں حاضر کئے جو اس زمانے کے حساب سے ایک روپیہ سے کچھ زائد ہوتے ہیں۔ آپ نے اُن درہموں کو اپنے بھائی کو دیا کہ تم میرے لئے بازار سے اس کا کوئی لباس خرید لاؤ۔ وہ لے کر بازار تشریف لے گئے اور ایک پیراہن آپ کے لئے انھیں بارہ درہموں میں خرید اور حاضر کیا۔ جب آنحضرت کی نظر پڑی آپ نے فرمایا یہ تو بہت نفیس پیراہن ہے میں اسے لینا نہیں چاہتا۔ کیا صاحب مال اسے واپس لے لے گا اگر تم واپس کرو۔ عرض کی ہاں۔ اور صاحب مال کو وہ پیراہن واپس دے کر بارہ درہم پھیر لئے اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر کئے آپ خود اٹھے اور بازار میں آئے راہ میں ایک کنیز کو دیکھا کہ رو رہی ہے پوچھا کیوں روتی ہے۔ اس نے کہا کہ میرے مالک نے مجھے چار درہم دے بھیجے بازار سے ایک چیز خریدنے کے لئے وہ گر پڑے۔ اب میں نہ گھر کو واپس جاسکتی ہوں نہ بازار کو۔ آپ نے یہ سنتے ہی چار درہم تو اُس کنیز کو دیئے۔ اور بقیہ آٹھ درہم لئے ہوئے بازار میں آئے اور اُن آٹھ درہموں میں سے صرف چار درہم کا پیراہن خرید فرمایا جب پلٹے تو ایک برہنہ آدمی کو دیکھا کہ پکار رہا ہے یہاانناس جو کوئی مجھے اس وقت کپڑا پہنا دے خدا اس کو لباس بہشت پہنائے گا۔ یہ سنتے ہی آپ نے وہ پیراہن اس شخص کو دیدیا اور پھر بازار کی طرف پلٹے اور باقی چار درہم

کی قمیص خرید لی۔ اور آپ اسے پہن کر شکر خدا بجا لائے۔

پس جس شخص کے حالات زندگی یہ ہوں اور اس دنیا سے ایسا بے غرض ہو اور زینت دنیا سے علیحدہ ہو وہ اگر جھوٹ بولے گا تو کس غرض سے۔

نیز تاریخیں بتاتی ہیں کہ جب آپ نے دعوت اسلام شروع کی ہے تو عرب مجتمع ہوئے آپ کے چچا ابو طالب کے پاس اور کہنے لگے کہ یہ تمہارا بھتیجا ہمارے بتوں کو برا کہتا ہے۔ اور ہم لوگوں کے دین کو باطل کہتا ہے۔ اس سے کہو کہ ایسا نہ کرے اور اس کے عوض میں جو کچھ ہم سے مانگے ہم دینے کو تیار ہیں اپنے اونچے سے اونچے خاندان کی لڑکی سے شادی کر دیں گے۔ مال و زر جس قدر ہمارے امکان میں ہوگا دیں گے۔ بلکہ ہمیں منظور ہے کہ یہ تمہارا بھتیجا ہم پر بادشاہی کرے مگر ہمارے خداؤں کو برا نہ کہے۔ اور ہماری عقلوں کو سفیہ نہ بتائے۔ جناب ابو طالب نے یہ سارا قصہ اپنے اس محترم بھتیجے سے بیان کیا آپ نے جواب دیا اے چچا اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پہ آفتاب اور دوسرے پہ ماہتاب رکھ دیں گے تب بھی میں اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل سے دست بردار نہ ہوں گا۔

غور کرنا چاہیے کہ اگر حضرت خود غرض۔ دنیا طلب جاہ پرور۔ ریاست پسند ہوتے تو فوراً عربوں کی اس درخواست کو منظور کر لیتے۔ کیونکہ ایسی سرکش قوم اپنے زیر حکومت اور زیر اثر ہوئی جاتی ہے جس نے آج تک کسی بادشاہ کو بادشاہ سمجھا ہی نہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں کا مال ہاتھ آتا ہے۔ مگر نہ منظور کیا۔ اسی افلاس اور تنگ دستی میں پڑے رہے مگر لا الہ الا اللہ

کی تعلیم برابر کیے گئے۔

کیا یہی شان ایک ہوس پرور اور جاہ طلب آدمی کی ہوا کرتی ہے۔ آپ کے اقوال پسندیدہ میں یہ کلام بھی تھا جسے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ پانچ چیزیں مجھے بہت پسند ہیں۔ اور مرتے دم تک انھیں نہ چھوڑوں گا۔ ۱ غلاموں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا۔ ۲ دراز گوش پر سوار ہونا۔ اور وہ بھی ایسا دراز گوش جس پر زین نہ ہو۔ ۳ بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوھنا ۴ موٹے بالوں کے کپڑے پہننا۔ ۵ بچوں پر سلام کرنا تاکہ یہ باتیں میرے بعد بھی جاری رہیں۔ اور لوگ ان پر عمل کریں۔

نیز آپ کے عادات میں یہ بات داخل تھی کہ گیہوں کی روٹی مدۃ العمر نہ کھائی۔ سیر ہو کر غذا کبھی نہ کھائی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ دو دو روز تک فاقے کیے ہیں۔ مگر یاد خدا اسی طرح قائم رہی۔ اور تعلیم و تلقین اسی طرح جاری رہی

کس بندۂ خدا میں یہ طاقت ہے کہ باوجود قوت و شوکت کے اپنے مذہبی دشمن کے ساتھ وہ برتاؤ کرے جو مشکل ہے کہ دوست کے ساتھ بھی کیا جائے

مروی ہے کہ ایک یہودی کی چند اشرفیاں حضرت پر قرض تھیں ایک روز وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن دیناروں کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہیں۔ اُس یہودی نے کہا کہ میں تو لے کر ہی ٹلوں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا تو میں تیرے پاس ہی بیٹھتا ہوں اُس یہودی نے آپ کو اُس مقام پر تقریباً چوبیس گھنٹہ تک روک رکھا اور کہیں جانے نہ دیا۔ جب آپ کے اصحاب کو خبر ہوئی تو حاضر ہوئے اور یہودی کو

ڈرانے دھمکانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کچھ نہ بولو۔ میں اس کا قرضدار ہوں اور یہ قرض خواہ ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ بھلا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ اس کے پاس قید رہیں اور کہیں نہ جاسکیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو اس واسطے مبعوث کیا ہے کہ میں کسی پر ظلم نہ کروں خواہ ایمان میں آچکا ہو یا نہ آچکا ہو۔ گویا منشا یہ تھا کہ اگر میں اس کے پاس سے بجبر چلا جاؤں گا یہ سمجھے گا کہ آپ نے میری اشرفیاں مارلیں یہ ایک قسم کا ظلم ہوگا۔ لہٰذا جو اس کی خواہش ہے وہی کرنی چاہیئے۔

جب دوسرا دن ہوا اور آفتاب بلند ہوا تو وہ یہودی خود بخود مسلمان ہوگیا اور کلمۂ توحید و شہادت رسالت زبان پر جاری کیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ اپنا نصف مال اب راہ خدا میں دیتا ہوں۔ بخدا میری غرض اس وقت آپ کے قید کرنے سے صرف یہ تھی کہ دیکھوں آپ میں وہ صفت جو میں نے پیغمبر آخرالزماں کے متعلق توریت میں پڑھی ہے موجود ہے یا نہیں۔ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ جو شخص پیغمبر آخرالزماں ہوگا۔ اس کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا۔ مولد اس کا مکہ ہوگا۔ اور محل ہجرت اس کا مدینہ ہوگا۔ وہ بد اخلاق اور سخت مزاج نہ ہوگا۔ چیخ کر نہ بولتا ہوگا۔ فحش اور رکیک باتیں زبان سے نہ نکالتا ہوگا۔ سو میں نے وہ سب باتیں آپ میں دیکھ لیں۔ لہٰذا مجھے یقین ہوگیا کہ آپ پیغمبر آخرالزماں ہیں۔ اب میرا سارا مال حاضر ہے آپ جو چاہیں مطابق حکم خدا کے اس کے بارے میں عمل کریں (وہ یہودی بہت مالدار تھا۔)

کیا کسی مصنوعی نبی کی یہ طاقت ہو سکتی ہے کہ اپنے نفس پر اتنا جبر اٹھائے

بغیر کسی فائدے کے باوجود یکہ آپ کے پاس اصحاب و انصار بہت تھے اگر آپ حکم دیتے تو وہ ایک یہودی کیا ایسے سو دو سو فوراً قتل ہو سکتے تھے۔ مگر آپ کے حسن اخلاق کے یہ بات خلاف تھی اسی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ فوراً یہ دیکھ لیا کہ وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

نیز حضرت کے عادات مستمرہ میں سے تھا کہ باوجود اس سلطنت کے جو جزیرہ نمائے عرب پر حضرت کو حاصل تھی بستر آپ کا وہی عبا ہوتی تھی جسے آپ دن کو اوڑھتے تھے اور تکیہ آپ کا پوست کا تھا جس میں درخت خرما کی چھال بھری ہوئی تھی۔

ایک شب کو آپ خانہ ام سلمہ میں تھے۔ رات کو جو آنکھ کھلی تو ام سلمہ نے حضرت کو بستر پر نہ پایا۔ اُٹھیں اور گوشہا سے مکان میں تلاش کرنے لگیں دیکھا کہ ایک گوشہ میں حضرتؐ کھڑے ہوئے جناب باری تعالیٰ میں مناجات کرتے اور گریہ فرما رہے ہیں۔ زار زار روتے جاتے ہیں۔ اور دعا کر رہے ہیں ام سلمہ یہ حال دیکھ کر خود بھی رونے لگیں۔ جب اُن کے رونے کی آواز بلند ہوئی تو آپ نے پوچھا تم کیوں روتی ہو۔ کہا کہ یا حضرت آپ باوجود اس رتبے اور درجے کے جو خدا ے تعالےٰ کی جناب میں رکھتے ہیں اس طرح بے قرار ہو کر رو رہے ہیں۔ فرمایا کہ اے ام سلمہ حضرت یونسؑ ایک رات یاد خدا سے غافل ہو گئے تھے تو دیکھو کیسی کیسی سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوئے۔ میں بھی اگر خدا سے غافل ہو جاؤں تو کب مجھے اطمینان ہے کہ بلا میں مبتلا نہ ہوں گا۔

یہ واقعہ بھی کافی دلیل آپ کی سچائی کی ہے اس لئے کہ جسے خدا کا اتنا ڈر ہو کہ ایک منٹ بھی اُس کی یاد سے غافل نہ رہتا ہو اور ہر وقت واقعات سابقہ سے سبق لیتا رہتا ہو وہ کیونکر جھوٹ بولنے پر اقدام کرسکتا ہے۔ اور کس طرح ایک مصنوعی دین کو خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب کرسکتا ہے۔

دنیا سے جس وقت آپ نے رحلت کی ہے۔ تمام یہود و نصاریٰ اور تمام مسلمان اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ کے گھر میں نہ درہم تھا نہ دینار نہ آپ نے کوئی غلام زرخرید چھوڑا نہ کوئی گوسفند۔ اور نہ کوئی شتر سوائے اُس ایک اونٹ کے جو آپ کی سواری کے کام آتا تھا بلکہ وقت وفات آپ کے زرہ بھی رہن تھی۔ ایک یہودی کے پاس۔ وہ بھی بیس[۲۰] صاع جو پر جو فقط عیال کے نفقہ کے لئے قرض لئے تھے۔

آپ کے اقوال روحانیہ میں یہ بھی ہے کہ فرماتے تھے خدایا میں چاہتا ہوں کہ ایک روز سیر ہو کر کھاؤں اور تیری حمد بجالاؤں اور دوسرے روز بھوکا رہوں اور تجھ سے سوال کروں۔

نیز معلوم ہے کہ کبھی تین روز تک برابر سیر ہو کر آپ نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ فقراء آپ کی مسجد ہی میں سویا کرتے تھے اور آپ اُن کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔

فقراء کی صحبت سے بہت محبت تھی اور کبھی اُن سے روگردانی نہ فرماتے بلکہ اُن کے ہمراہ بیٹھا کرتے۔ کسی امیر کی پرواہ بمقابلہ فقیر کے نہ کرتے تھے۔

بات کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ کبھی بے پروائی سے گفتگو نہ فرماتے بلکہ ہمہ تن سائل کی طرف متوجہ ہوتے اور جب تک سائل کی پوری تشفی نہ ہوتی تب تک برابر اُسے جواب دیے جاتے تھے۔

علیٰ ہذا القیاس ہزاروں ایسے اخلاق پسندیدہ آپ میں پائے جاتے تھے جس کا احصائے شمار نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ تھی کہ لوگ جوق جوق مسلمان ہوئے۔ جس کو قرآن مجید میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا ورائیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔

یہ بالکل غلط ہے کہ آپ نے تلوار کے ذریعہ سے دین کو رواج دیا۔ یہ محض فریب ہے جو غیر مذہب والوں نے لوگوں کو دیا ہے۔ کیونکہ کبھی آپ نے خود بخود کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بلکہ ہمیشہ دفاع کی صورت میں عموماً آپ کی جنگ ہوتی تھی۔ جو ہر عاقل کا فرض عقلی ہے لوگوں کا اسلام لانا صرف دو وجہوں سے ہوتا تھا ایک تو قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور اس کا اعجاز جس کا اعتراف ہزاروں نے کیا۔ دوسرے آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کہ جو کوئی حضرت کی صحبت میں پہونچا اور آپ کے انداز و اطوار کو دیکھا ایسا گرویدہ ہوا کہ آخر اپنا دین چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو گیا۔ اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا کہ جو کوئی دین اسلام میں داخل ہوگا وہ محض اسلام کی خوبیوں ہی کو دیکھ کر ہوگا۔ چنانچہ آج بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی دین اسلام میں بغیر زور شمشیر کے داخل ہوتے جاتے ہیں۔ جیسا افریقہ یورپ اور چین و ہندوستان کے تازہ مسلمانوں کی رپورٹ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و ھو علیٰ کل شیء قدیر۔

کل کتابیں مفت

پانچ روپیہ سالانہ چندہ ادا کر کے

ادارہ تعلیمات الٰہیہ کے ممبر بن جائیے تو

دوران ممبری میں شائع ہونے والی ہر کتاب آپ

کے پاس بلا طلب مفت پہونچتی رہے گی۔

مقبول احمد رضوی ناظم ادارہ

۳۲۱/۲ ڈرگ کالونی

کراچی

(ایجوکیشنل پریس کراچی)

خدا نے نور سے پیدا کئے ہیں پانچوں تن محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ

نحن من اللہ کالضوء من الشمس

محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ

پنجتن پاک

مؤلف

سیّد غلام علی احسن وکیل اکبر آبادی،

قطعہ

محمدؐ گل ست و علیؑ برگ گل | بود فاطمہؑ اندراں بوئے گل
چو عطرش برآمد حسینؑ و حسنؑ | ازو شد معطر زمین وزم

قطعۂ تاریخ وفات پنجتن پاک علیہم السلا

از ولیم جان بیل صاحب ——— (مفتاح التوار

رفتم بباغ فکر و دویدم بہر چمن | در شوق چیدن گل تاریخ پنج
ہر غنچہ را کشودم و جستم زہر گلے | ناگہ ندا ز بلبلے آمد بگوش
احمدؐ و فاطمہؑ و حسینؑ و علیؑ حسنؑ | تاریخ فوت شان مجو الا زیا
اوّل دو حرف بہر محمدؐ و فاطمہؑ | باقی سہ حرف بہر حسینؑ و علیؑ

انہی کا عکس ہے تنویر مہر ضو افگن | انہی کے حسن سے ہے رنگ و نکہت گ
ہر ایک غنچہ چٹک کر صدا یہ دیتا ہے | محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ و

(احسان امروہو